ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 01. July-September 2025.Page#.1104-1133
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Social System of Islam: The Global Civilizational Clash and the Islamic Way of Life in the Light of the Teachings of the Prophet (PBUH)

اسلام کا سماجی نظام: تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں عالمی تہذیبی کشمکش اور اسلامی نظام حیات

Tariq ur Rehman
M.Phill Scholar Alhamd Islamic University Islamabad
tariqrehman9995@gmail.com
Dr Muhammad Shah Faisal
IRI POSTDOCTORAL FELLOWSHIPS 2024/25 International Islamic University Islamabad
shahfaisal957@gmail.com
Ubaid ur Rehman
Phd Scholar Alhamd Islamic University Islamabad
urrehman.007@gmail.com

Abstract

This research paper examines the comprehensive social system of Islam in the light of the teachings and practices of the Prophet Muhammad ﷺ. It highlights that Islam is not confined to a set of rituals or personal beliefs but offers a holistic code of life encompassing social, political, economic, ethical, and spiritual domains. The study begins by identifying the foundational principles of the Islamic social system such as monotheism (Tawheed), justice, equality, brotherhood, consultation (Shura), modesty, and moral integrity. It emphasizes that these principles are not only theoretical but were practically implemented by the Prophet ﷺ in the society of Madinah.

The paper further analyzes the revolutionary changes introduced by the Prophet ﷺ including the abolition of slavery, empowerment of women, care for orphans and the poor, promotion of social justice, and interfaith harmony. These reforms laid the foundation for a just, moral, and balanced society, standing in contrast to the tribal, unjust, and exploitative structures of pre-Islamic Arabia.

In the contemporary context, the paper addresses the challenges posed by modern Western civilization, such as secularism, materialism, moral decay, and the breakdown of the family system. It argues that the Islamic social model, rooted in natural human values and divine guidance, offers a superior alternative to address these crises.

The research concludes by proposing practical steps for the revival of Islamic social values, including educational reforms, positive engagement with media, youth and women empowerment, and policy-level implementation of Islamic ethics. It calls upon the Muslim Ummah to adopt the Prophetic model not just in theory but as a living system that can guide modern society toward justice, peace, and harmony.

Keywords: *Islamic Social System, Civilizational Clash, Prophetic Teachings (PBUH), Islamic Way of Life, Global Challenges*

تمہید:

اسلام ایک جامع اور ہمہ گیر دین ہے جو زندگی کے تمام شعبوں—معاشرتی، معاشی، سیاسی، اخلاقی اور روحانی—میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ محض چند عبادات یا رسمی عقائد تک محدود نہیں بلکہ ایک ایسا کامل ضابطۂ حیات ہے جو انسانیت کی فلاح، عدل، مساوات، اور امن پر مبنی ایک پائیدار معاشرے کے قیام کا داعی ہے۔

اسلامی سماجی نظام کی بنیاد توحید، رسالت اور آخرت پر ہے۔ یہ تینوں عقائد نہ صرف فرد کی ذاتی زندگی کو سنوارتے ہیں بلکہ معاشرے میں عدل، توازن، ہمدردی اور ایثار کو فروغ دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ۔ [1]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف، احسان اور قرابت داروں کو (ان کا حق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا مثالی معاشرہ تشکیل دیا جو انسانی تاریخ میں اپنی نوعیت کا منفرد نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں جو ریاست قائم کی، اس میں عدل و انصاف، مساوات، حیا، خدمت خلق، حسنِ سلوک، اور بنیادی انسانی حقوق کی حفاظت جیسے اصولوں کو عملی طور پر نافذ کیا۔ ایک ایسی مثالی اسلامی ریاست قائم کی جہاں تمام افراد کو ان کے حقوق میسر تھے، اور ان سے ان کی ذمہ داریاں بھی لی جاتی تھیں۔ یہی نظام آج بھی مسلم اُمہ اور انسانیت کی فلاح و نجات کا ضامن بن سکتا ہے، بشرطیکہ اسے سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں صحیح معنوں میں سمجھا اور نافذ کیا جائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع اور محبت کو اپنے اوپر لازم قرار دیا جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا يؤمن أحدكم حتّى يحب لأخيه مَا يحبّ لنفسه۔ [2]

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو وہ اپنے لیے چاہتا ہے۔

اسلامی معاشرہ غلامی کے خاتمے، عورتوں کے حقوق، یتیموں و مساکین کی کفالت اور اقلیتوں کے تحفظ جیسے اعلیٰ اقدار پر قائم ہے۔ عورتوں کو وراثت، نکاح، تعلیم، اور معاشرتی شرکت کے واضح حقوق دیے گئے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ [3]

ترجمہ: اور ان عورتوں کے لیے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر ذمہ داریاں ہیں معروف طریقے سے۔

موجودہ دور میں مغربی تہذیب کی یلغار، میڈیا کی اثر پذیری، اور مادّہ پرستی نے اسلامی سماجی اقدار کو کمزور کر دیا ہے۔ خاندانی نظام، حیا، خدمت خلق، اور اخوت جیسے عناصر زوال پذیر ہو چکے ہیں۔ ایسے میں تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں اسلامی سماجی نظام کا مطالعہ اور اس پر عمل نہایت ضروری ہے تاکہ مسلم امہ اپنے تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے عالمی سطح پر ایک منصفانہ، پرامن اور اخلاقی معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

باب اول: اسلامی سماجی نظام کے بنیادی اصول

اسلامی معاشرت کی تشکیل چند اہم اور ہمہ گیر اصولوں پر ہوتی ہے، جو انسانیت کی فلاح، عدل، اور باہمی محبت و احترام کے ضامن ہیں۔ یہ اصول نہ صرف انفرادی زندگی کو سنوارتے ہیں بلکہ ایک مضبوط، منصف اور پرامن معاشرے کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں سماجی فلاح، باہمی تعاون، رواداری، اور معاشرتی ہم آہنگی جیسے اوصاف کو بنیادی مقام حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ان اصولوں کی عملی تفسیر ہے جو ایک مثالی اسلامی معاشرے کی تشکیل کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

1۔ توحید اور اخوت

اسلامی معاشرے کی بنیاد توحید یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ہے، جو تمام انسانوں کے درمیان برابری کا نظریہ پیش کرتی ہے۔ اس عقیدے کے تحت نہ رنگ، نسل، زبان، قوم، اور نہ ہی علاقہ کسی کو کسی پر فوقیت دیتا ہے۔ توحید محض ایک عقیدہ نہیں بلکہ ایک اجتماعی اصول ہے جو معاشرتی تفریق، نسلی امتیاز اور طبقاتی تقسیم کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا:

---

[1] ۔ القرآن، سورۃ النحل، 16:90

[2] البخاري، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الإیمان، حدیث: 13، ص: 22

[3] القرآن، سورۃ البقرۃ، 2:228

يا ايها الناس الا ان ربكم واحد وان اباكم واحد الا لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لاحمر على اسود ولا لاسود على احمر الا بالتقوى۔ [4]

لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ (آدم) ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر، اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں، سوائے تقویٰ کے۔

یہ اعلانِ مساوات اسلام کے سماجی انقلاب کا نقطۂ آغاز تھا۔ اخوتِ اسلامی ایک ایسا تصور ہے جو معاشرے میں محبت، یگانگت، اور باہمی ہمدردی کو پروان چڑھاتا ہے اور تمام نسلی، لسانی اور طبقاتی تفریق کو مٹا کر انسانوں کو ایک لڑی میں پرو دیتا ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ۔ [5]

ترجمہ: بے شک مومن آپس میں بھائی ہیں۔

اسلامی اخوت کسی مفاد پر مبنی معاہدہ نہیں بلکہ ایک ایمانی رشتہ ہے، جس میں مال، جان اور عزت کی حفاظت واجب سمجھی جاتی ہے۔

2۔ عدل وانصاف

اسلام ہر قسم کے ظلم، جبر، اور ناانصافی کے خلاف ہے اور عدل کو معاشرتی زندگی کی اساس قرار دیتا ہے۔ عدل نہ صرف دشمن کے ساتھ بلکہ دوست اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی برقرار رکھنا لازم ہے۔ عدل وانصاف وہ ستون ہیں جن پر ایک پائیدار، متوازن اور مہذب معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ اسلام کا عدالتی نظام صرف مجرموں کو سزا دینے تک محدود نہیں بلکہ مظلوم کی دادرسی اور معاشرتی توازن کی بحالی کا ضامن ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ[6]

ترجمہ: بے شک اللہ انصاف، احسان، اور قرابت داروں کو (ان کا حق) دینے کا حکم دیتا ہے۔

اسی طرح فرمایا: وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ۔[7]

اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، عدل کرو، یہ تقویٰ سے قریب تر ہے۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت میں عدل کا مظاہرہ اس وقت بھی نظر آتا ہے جب آپ ﷺ نے اپنی محبوب ترین بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ:

وايم الله لوْ أن فاطمة بنْت محمد سرقتْ لقطعت يدها۔ [8]

اگر وہ بھی چوری کرتیں تو ان پر بھی وہی سزا نافذ کی جاتی۔ اسلام میں ہر فرد قانون کے سامنے برابر ہے۔

3۔ مشاورت اور اجتماعی نظام

اسلامی معاشرہ شخصی آمریت یا فردِ واحد کی حکمرانی کے بجائے شوریٰ اور مشاورت پر قائم ہے۔ اہل الرائے افراد سے مشورہ کرنا، اجتماعی فیصلے کرنا، اور عوامی رائے کا احترام اسلامی طرزِ حکمرانی کی روح ہے۔ نبی کریم ﷺ خود بھی اہم امور میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرماتے، چاہے وہ جنگ ہو یا امن، ریاستی معاملات ہوں یا معاشرتی مسائل۔

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ [9]

ترجمہ: اور ان کے (اہم) معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں۔

مشاورت کا یہ اصول گھر، محلہ، معاشرہ اور ریاست کی سطح تک نافذ کیا جا سکتا ہے، تاکہ فرد کی رائے کو اہمیت دی جا سکے اور فیصلوں میں جامعیت، شفافیت اور خیرِ عامہ کو یقینی بنایا جا سکے۔

---

[4] احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج 5، ص 411، حدیث 23489۔ دار الحدیث، قاہرہ، مکتبہ الرسالۃ، 2001ء۔

[5] القرآن، سورۃ الحجرات، 49:10

[6] القرآن، سورۃ النحل، 16:90

[7] ۔ القرآن، سورۃ المائدہ، 5:8

[8] البخاري، محمد بن اسماعیل ، **الجامع الصحیح**، کتاب الحدود، حدیث 3475۔

[9] القرآن، سورۃ الشوریٰ، 42:38

4۔ عفو و درگزر

اسلامی معاشرے کی ایک اعلیٰ صفت درگزر اور معاف کرنا ہے۔ انتقام اور بدلے کے بجائے حلم، برداشت اور نرمی کو اختیار کیا جاتا ہے۔ عفو وہ صفت ہے جو انسان کے اندرونی تزکیہ کو ظاہر کرتی ہے اور سماجی امن کو فروغ دیتی ہے۔ قرآن وسنت میں متعدد مقامات پر درگزر کو اختیار کرنے کی تاکید کی گئی ہے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے سنگ بار لوگوں کو بھی معاف فرمادیا۔

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔[10]

ترجمہ: اور وہ (اللہ کے نیک بندے) جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: من كظم غيظا وهو قادر على أنْ يُنفذه، دعاه اللَّه علَى رءوس الْخلائق يوْم الْقيامَة۔ [11]

ترجمہ: جس نے غصے کو ضبط کیا حالانکہ وہ اس پر عمل کر سکتا تھا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا۔

5۔ صلہ رحمی اور احسان

اسلامی سماج رشتہ داروں، ہمسایوں، مساکین، یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی کی تعلیم دیتا ہے۔ صلہ رحمی اور احسان انفرادی اور اجتماعی تعلقات کو مضبوط بناتے ہیں، اور معاشرتی بگاڑ کو روکنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: من كان يؤْمن بالله والْيوْم الْآخر فلْيكرِم جاره۔[12]

ترجمہ: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

اسی طرح فرمایا: من وصل رحمه وسع الله له في رزْقه ونسأ لهُ في أَجلهِ۔ [13]

ترجمہ: جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں کشادگی اور عمر میں برکت عطا فرماتا ہے۔

یہ تعلیمات نہ صرف خاندانوں کو جوڑتی ہیں بلکہ سماج میں باہمی بھروسے اور ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہیں۔

6۔ حیا اور اخلاقیات

اسلامی سماجی نظام کی اساس اخلاقِ فاضلہ اور حیا پر ہے۔ حیا کو ایمان کا جزو قرار دیا گیا ہے، اور فحاشی و بے حیائی سے مکمل اجتناب کی تاکید کی گئی ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جس میں حیا باقی نہ رہے، وہاں اخلاقی زوال ناگزیر ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الْحيَاء شعْبة منَ الْإيمان([14]

ترجمہ: حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

اسلامی تعلیمات میں کردار کی پاکیزگی، زبان کی شرافت، نظریں نیچی رکھنے، اور باہمی احترام کو ایمان کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں حیا، صدق، امانت، حلم، اور وفاداری جیسے اوصاف نمایاں تھے، جنہیں اپنانا ایک مثالی اسلامی معاشرے کی تعمیر کا بنیادی تقاضا ہے۔

باب دوم: رسول اللہ ﷺ کا سماجی انقلاب

نبی کریم ﷺ نے ایک ایسا انقلاب برپا فرمایا جو انسانی تاریخ میں عدل، مساوات، رحم، اور حقوقِ انسانی کے اعتبار سے مثالی اور لافانی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ کی قیادت میں جزیرہ نما عرب کے قبائلی، جاہل، اور طبقاتی معاشرے کو ایک منظم، مہذب، اور بااخلاق امت میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس انقلاب نے نہ صرف عرب بلکہ دنیا بھر کے تہذیبی افق پر اثرات مرتب کیے۔ آپ ﷺ کا لایا ہوا سماجی پیغام انسان کی داخلی اصلاح سے لے کر اجتماعی فلاح تک محیط تھا، جس میں انسانیت کی عزت، کمزوروں کی دادرسی، اور معاشرتی انصاف کو بنیاد بنایا گیا۔ آپ ﷺ نے افراد کو ذمہ دار شہری اور معاشرے کو عدل و امن کا گہوارہ بنادیا۔

---

[10] القرآن، سورۃ آل عمران، 3:134

[11] محمد بن یزید ابن ماجہ، **سنن ابن ماجہ**، کتاب الزہد، حدیث 4186۔

[12] البخاري، محمد بن اسماعيل، **الجامع الصحیح للبخاري**، كتاب الأدب، حديث: 6136

[13] البخاري، محمد بن اسماعيل، **الجامع الصحیح للبخاري**، كتاب الأدب، حديث: 6136

[14] ایضاً، کتاب الإیمان، حدیث: 9

اس انقلاب کی چند نمایاں جہتیں درج ذیل ہیں:

1۔ غلاموں کے حقوق:

اسلام سے قبل غلامی کو ایک معاشرتی اور اقتصادی ضرورت سمجھا جاتا تھا، اور غلاموں کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے غلاموں کو انسانی حیثیت دی، ان کے حقوق متعین کیے، اور ان کی آزادی کو باعثِ اجر قرار دیا۔ آپ ﷺ نے غلاموں کو عزت دی، انہیں بھائی قرار دیا، اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کو ایمان کا تقاضا قرار دیا۔ یہ وہ وقت تھا جب دنیا کے دیگر معاشروں میں غلاموں کی زندگی بے وقعت اور بے اختیار تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا" :إخوانكم خولكم، جعلهم الله تحْت أيْدِيكمْ ۔ [15]

ترجمہ: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے انہیں تمہارے زیرِ اختیار رکھا ہے۔

مزید برآں، آپ ﷺ نے غلاموں کو آزادی دینے کی ترغیب دی اور کفارے، قسم، قتل خطا، اور ظہار جیسے امور میں غلام آزاد کرنا عبادت کا درجہ قرار دیا۔ خلفائے راشدین نے بھی اس تعلیم کو فروغ دیا، اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں غلاموں سے حسنِ سلوک کے متعدد واقعات ملتے ہیں، جیسے حضرت ابوذرؓ اور حضرت علیؓ کا غلاموں کے ساتھ کھانا کھانا اور ان کے ساتھ مشقت میں شریک ہونا۔

2۔ عورتوں کی عزت و حقوق:

زمانہ جاہلیت میں عورت کو نہ صرف حقیر سمجھا جاتا تھا بلکہ اسے وراثت، نکاح، تعلیم، اور رائے کا حق بھی حاصل نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو عزت، عزتِ نفس، اور مکمل سماجی مقام عطا فرمایا۔ آپ ﷺ نے بیٹی کی پیدائش کو باعثِ فخر بنایا، عورت کو ماں، بیوی، بیٹی اور بہن کے طور پر مقام عزت عطا کیا۔ عورت کو تعلیم، مشورے، وراثت، گواہی اور خرید و فروخت کے معاملات میں مکمل اختیار دیا گیا۔

قرآن مجید نے عورتوں کے لیے وراثت کا حق مقرر کیا :لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ۔ [16]

مردوں کے لیے اس مال کا حصہ ہے جو والدین اور قریب ترین رشتہ دار چھوڑ کر جاتے ہیں اور عورتوں کے لیے بھی اس مال کا حصہ ہے جو والدین اور قریب ترین رشتہ دار چھوڑ کر جاتے ہیں، چاہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔

اور نبی ﷺ نے فرمایا:استوصوا بالنساء خيراً۔ [17]

ترجمہ: عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کرو۔

نبی کریم ﷺ نے عورت کو جائیداد میں حصہ دیا، بیوی کے نان و نفقہ کو مرد کی ذمہ داری قرار دیا، اور شوہر کو حسنِ سلوک کا پابند کیا۔ حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، اور حضرت فاطمہؓ کے کردار اس بات کا عملی مظہر ہیں کہ اسلامی سماج میں عورت کو کس قدر احترام اور فعالیت عطا کی گئی۔

3۔ یتیموں اور مسکینوں کی کفالت:

رسول اللہ ﷺ نے معاشرے کے کمزور اور ناتواں طبقات کی خصوصی کفالت کو اسلامی فلاحی نظام کا مرکزی نکتہ قرار دیا۔ یتیموں کے مال کی حفاظت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی گئی۔ اسلام میں یتیم نوازی کو صرف انفرادی عمل نہیں بلکہ ریاستی ذمہ داری بھی قرار دیا گیا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا۔ [18]

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں صرف آگ بھرتے ہیں، اور وہ جلانے والی آگ میں جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:أنا وكافل اليتيم في الجنة هكذا۔ [19]

---

15 ایضاً ، الجامع الصحیح للبخاري، کتاب الإيمان، حدیث:30

16 قرآن مجید، سورۃ النساء، 4:7

17 البخاري، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح للبخاري**، کتاب النکاح، حدیث:5185

18 القرآن، سورۃ النساء، 4:10

19 البخاري، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح للبخاري**، کتاب الأدب، حدیث:6005

ترجمہ: میں اور یتیم کے نگہبان جنت میں اس طرح ہوں گے (اور نبی ﷺ نے اپنی دو انگلیاں دکھائیں)۔

نبی کریم ﷺ نے یتیموں کی کفالت کرنے والوں کو جنت میں اپنے قرب کی بشارت دی، اور صحابہ کرامؓ کو اس عمل کی طرف مائل فرمایا۔ اسلامی ریاستِ مدینہ میں بیت المال اور صدقات کی تنظیم کے ذریعے یتیموں اور مسکینوں کی مدد کو ادارہ جاتی بنیاد فراہم کی گئی۔

4۔ معاشی انصاف:

رسول اللہ ﷺ نے دولت کے ارتکاز اور طبقاتی تفاوت کو ختم کرنے کے لیے زکوٰۃ، صدقات، قرضِ حسنہ، اور مال کی گردش کے اصول متعین فرمائے۔ اسلام کا معاشی نظام فرد کی ملکیت کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے اسے سماجی فلاح سے مشروط کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ امیر پر لازم ہے کہ وہ اپنے مال میں سے فقراء کا حق ادا کرے۔

قرآن مجید میں ہے: خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ [20]

ترجمہ: ان کے مالوں میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کرلو اور انہیں اس کے ذریعے پاکیزہ کرو، اور ان کے لیے دعا کرو، بے شک تمہاری دعا ان کے لیے سکون کا باعث ہے، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: الزكاة قنطرة الإسلام۔ [21]

ترجمہ: زکوۃ اسلام کا ستون ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مارکیٹ کو مافیا کے کنٹرول سے آزاد کیا، ذخیرہ اندوزی پر پابندی لگائی، اور جھوٹے نفع کے بجائے عادلانہ تجارت کو فروغ دیا۔ مدینہ منورہ میں "سوق المسلمین" (مسلمانوں کی آزاد مارکیٹ) قائم کرنا معاشی مساوات کا زندہ مظہر تھا۔ یہ سب اقدامات معاشرے میں غربت کے خاتمے، انصاف کی فراہمی، اور معاشی توازن کے لیے تھے۔

5۔ بین المذاہب رواداری:

نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں جو اسلامی ریاست قائم فرمائی، اس میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو مذہبی آزادی، جان و مال کا تحفظ، اور باہمی معاہدے کی بنیاد پر شہری حقوق عطا کیے گئے۔ "میثاقِ مدینہ" اس بین المذاہب رواداری کی روشن مثال ہے جو اسلام کی بین الاقوامی اور بین الثقافتی بصیرت کو ظاہر کرتی ہے۔

اس معاہدے میں درج ہے: لليهود دينهم، وللمسلمين دينهم۔ [22]

نبی کریم ﷺ نے نہ صرف یہود بلکہ عیسائیوں اور مشرکین کے ساتھ بھی عہد و پیمان کی پاسداری فرمائی۔ نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی ﷺ میں عبادت کی اجازت دی گئی، جو مذہبی آزادی کی بلند مثال ہے۔ اسلام کی رواداری کی یہ روایت خلفائے راشدینؓ کے دور میں بھی جاری رہی۔ حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کی فتح کے وقت غیر مسلموں کو ان کی عبادت گاہوں اور مذہبی شعائر کی حفاظت کا عہد دیا، جو اسلامی سماجی انصاف کا زندہ ثبوت ہے۔

باب سوم: عصرِ حاضر کی تہذیبی کشمکش اور اسلامی سماجی نظام

عصرِ حاضر میں دنیا ایک گہرے تہذیبی بحران کا شکار ہے۔ مغرب کی قیادت میں ایک ایسی تہذیب پروان چڑھی ہے جو بظاہر انسان کی آزادی، ترقی اور حقوق کی داعی ہے، مگر درحقیقت وہ فطری اقدار کے انہدام، خاندانی نظام کی تباہی، جنسی آزادی کے نام پر اخلاقی انارکی، اور روحانیت سے محروم مادی فکر کا مجموعہ ہے۔ سیکولرازم، لبرل ازم، انفرادیّت(Individualism) ، اور سرمایہ دارانہ نظام نے انسانی معاشروں کو شدید طور پر متاثر کیا ہے۔ عورت کی آزادی کے نام پر اس کا استحصال، ہم جنس پرستی کو قانونی تحفظ، اور بچوں کو والدین سے آزاد فرد کے طور پر متعارف کروانا اس تہذیبی انحراف کی خطرناک علامات ہیں۔

ان حالات میں اسلامی تہذیب اور اس کا سماجی نظام ایک ایسا ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے جو خالص فطری اصولوں پر مبنی ہے، جس میں روحانیت، اخلاقیات، عدل، عفت، اور باہمی حقوق کی ہم آہنگی موجود ہے۔ اسلامی معاشرہ مادہ پرستانہ، انفرادی مفاد پر مبنی، اور لامحدود آزادی کی دعویدار نظریات کے مقابل ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتا ہے جو انسان کی روحانی، ذہنی، جسمانی اور معاشرتی ضروریات کو توازن کے ساتھ پورا کرتا ہے۔

---

[20] القرآن، سورۃ التوبہ، 9:103

[21] الترمذي، محمد بن عیسی، **الجامع الصحیح، (سنن الترمذي)**، کتاب الزکاۃ، حدیث: 2616

[22] ابن هشام، **السيرة النبوية**، جلد 1، ص: 503

قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا۔ [23]

ترجمہ: اور اس طرح ہم نے تمہیں ایک درمیانی امت بنا دیا۔

یہ "امتِ وسط" کا مفہوم ہی وہ تہذیبی بنیاد ہے جو اسلام کو انتہاپسندی، افراط و تفریط، اور غیر فطری رویّوں سے ممتاز کرتی ہے۔

موجودہ تہذیبی یلغار کا مقابلہ صرف اس وقت ممکن ہے جب مسلم دنیا اپنے علمی، اخلاقی اور سماجی ڈھانچے کو دوبارہ اسلامی اصولوں کے مطابق تعمیر کرے۔ اس مقصد کے لیے درج ذیل عملی اقدامات ناگزیر ہیں:

1۔ تعلیمی اصلاحات:

اسلامی معاشرتی اقدار کی بقاء کا پہلا اور سب سے مؤثر ذریعہ تعلیم ہے۔ دورِ حاضر کا تعلیمی نظام مغربی فکر کا پروردہ ہے جو نوجوان نسل کے ذہنوں میں مغربی نظریات راسخ کرتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی تعلیمات، سیرتِ نبوی ﷺ، اور اخلاقی اصولوں کو نصاب کا مرکزی حصہ بنایا جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق۔ [24]

ترجمہ: مجھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔

یہ حدیث تعلیمی اصلاحات کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہے کہ تعلیم محض دنیاوی مہارت نہیں بلکہ کردار سازی کا ذریعہ ہے۔

2۔ میڈیا کے ذریعے اسلامی اقدار کی ترویج:

میڈیا آج کی دنیا کا سب سے طاقتور ہتھیار ہے جو معاشرتی رویوں کو بدلنے، نظریات کو فروغ دینے، اور تہذیبوں کی شناخت کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ مغرب نے میڈیا کے ذریعے ہی ہم جنس پرستی، بے حیائی، اور مادر پدر آزادی کو معمول بنا دیا ہے۔

اس کے مقابل اسلامی دنیا کو چاہیے کہ وہ میڈیا، فلم، ڈرامہ، سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے ایک مثبت، تعمیری اور اسلامی اقدار پر مبنی بیانیہ تشکیل دے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ [25]

ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔

3۔ خواتین کی تعلیم و تربیت:

اسلام نے عورت کو سماج کا بنیادی ستون قرار دیا ہے۔ عورت اگر تعلیم یافتہ، با اخلاق اور باکردار ہو تو وہ ایک مکمل نسل کی تربیت کر سکتی ہے۔ اسلامی تصورِ تعلیم عورت کو معاشی پیداوار کا ذریعہ نہیں، بلکہ نسلوں کی معمار سمجھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔ [26]

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔

یہ حکم مرد و عورت دونوں کے لیے عام ہے، اور اس میں دینی، اخلاقی اور سماجی شعور بھی شامل ہے۔

4۔ نوجوان نسل کی رہنمائی:

نوجوان کسی بھی تہذیب کے مستقبل کے معمار ہوتے ہیں۔ اگر ان کے ذہنوں کو مغرب کی رنگینیوں، فلموں، سوشل میڈیا اور مادر پدر آزادی سے متاثر ہونے دیا جائے تو اسلامی تہذیب کی بقاء خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ اسلامی معاشرے کی بقا نوجوانوں کی فکری، روحانی اور اخلاقی تربیت سے وابستہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبعة يظلهم الله في ظله... وشاب نشأ في عبادة الله۔ [27]

---

[23] القرآن، سورۃ البقرہ 2:143

[24] محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزي، **مشكاة المصابيح**، تحقیق: محمد ناصر الدین الألباني (بیروت: المكتب الإسلامي، 1979)، حدیث 5137۔

[25] القرآن، سورۃ النحل 16:125

[26] البيهقي، أحمد بن الحسين. **شعب الإيمان**. بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1990، حدیث 1763۔

[27] البخاري، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح للبخاري**، کتاب الأذان، حدیث: 660

ترجمہ: سات لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دے گا... ان میں ایک وہ نوجوان ہے جو اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزارتا ہے۔

مذکورہ تمام نکات اس حقیقت کی جانب اشارہ کرتے ہیں کہ اسلام کا سماجی نظام محض ایک روحانی یا مذہبی نظریہ نہیں بلکہ عصرِ حاضر کی تہذیبی افراتفری اور فکری انحرافات کا ایک متوازن، فطری اور ہمہ گیر متبادل ہے۔ مغربی معاشرتی ماڈلز جہاں فرد کو مرکزِ کائنات بنا کر اجتماعی رشتوں کو توڑ رہے ہیں، وہیں اسلامی معاشرہ فرد اور جماعت کے درمیان ایک حسین توازن قائم کرتا ہے۔ تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں ایک ایسا معاشرہ تشکیل پاتا ہے جو عدل، حیا، خاندانی استحکام، عورت کے احترام، نوجوانوں کی تربیت، اور اقلیتوں کے تحفظ جیسے سنہرے اصولوں پر مبنی ہوتا ہے۔ ایسے میں امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے معاشرتی ڈھانچے کو مغربی اقدار کے بجائے اسلامی تعلیمات پر استوار کرے، اور نبویؐ اسوہ کو اپنی فکری و عملی راہنمائی کا مرکز بنائے، تاکہ دنیا میں ایک پرامن، بااخلاق، اور منصفانہ نظام حیات دوبارہ قائم ہو سکے۔

اسلامی سماجی اقدار کا تحفظ: عملی اقدامات

اسلامی سماجی نظام ایک ایسا ہمہ گیر نظام ہے جو فرد، خاندان اور معاشرے کو فطری اصولوں پر استوار کرتا ہے۔ عصرِ حاضر میں جب مغربی نظریات اور مادہ پرستی نے اسلامی اقدار کو چیلنج کیا ہے، تو ان اقدار کے تحفظ اور احیاء کے لیے مندرجہ ذیل عملی اقدامات نہایت ضروری ہیں:

1۔ خاندانی نظام کی مضبوطی:

اسلام خاندانی نظام کو معاشرے کی بنیاد سمجھتا ہے۔ شادی کو آسان اور زنا کو مشکل بنانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ.[28]

ترجمہ: اور اپنے بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کر دو۔

اسی طرح طلاق جیسے ناپسندیدہ عمل کو آخری چارہ قرار دیا گیا ہے۔ معاشرتی سطح پر نکاح کو سہل بنانے اور طلاق کی شرح کو کم کرنے کے لیے بیداری مہم، اصلاحی کورسز، اور سماجی دباؤ کو کم کرنا ضروری ہے۔ خاندانی نظام کی مضبوطی کے لیے قانون سازی اور اسلامی معاشرتی اداروں کو فعال کرنا بھی اہم ہے تاکہ افراد و خاندانوں کے حقوق کا تحفظ ہو سکے اور غیر ضروری تناؤ کو کم کیا جا سکے۔

2۔ عورتوں کے حقوق کا تحفظ:

اسلام نے عورت کو عزت، حرمت اور تحفظ عطا کیا ہے۔ جاہلیت کے دور میں جسے زندہ دفن کیا جاتا تھا، اسلام نے اسے ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے طور پر باوقار مقام دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِهِمْ۔[29]

ترجمہ: تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہترین سلوک کرے۔

اس لیے میڈیا، تعلیمی نصاب، اور پالیسی سازی میں اسلامی تصورِ نسواں کو اجاگر کیا جائے تاکہ عورت کے حقوق کو مغربی نظریات کے بجائے اسلامی اصولوں کے تحت فروغ دیا جا سکے۔ اسی طرح، خواتین کی سرکاری ملازمتوں، سیاست اور دیگر شعبوں میں حصہ داری کو اسلامی روایات کے مطابق متوازن اور فلاحی انداز میں بڑھانا بھی ضروری ہے تاکہ ان کے حقوق کا تحفظ اور معاشرتی کردار میں اضافہ ہو سکے۔

3۔ یتیموں اور مسکینوں کی کفالت:

اسلام نے معاشرتی فلاح کو اہمیت دی ہے۔ کمزور طبقات خصوصاً یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کی کفالت کو فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا" :فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ۔[30]

ترجمہ: پس یتیم پر سختی نہ کرو۔

سیرت النبی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے خود یتیموں کی پرورش اور ان کے حقوق کے تحفظ پر زور دیا۔ اسلامی فلاحی ادارے قائم کیے جائیں جو ان طبقات کو تعلیم، صحت اور روزگار کی سہولیات فراہم کریں۔ ساتھ ہی معاشرتی سطح پر یتیموں اور مسکینوں کے لیے فلاحی پروگرامز اور خیرات کی ترغیب دینا بھی ضروری ہے تاکہ ہر فرد کو اس کی فطری ضروریات تک رسائی مل سکے۔

---

[28] القرآن، سورۃ النور:32

[29] الترمذي، محمد بن عيسى، **الجامع الصحيح (سنن الترمذي)**، كتاب المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ، حديث 3895. بيروت: دار الغرب الإسلامي، 1998۔

[30] القرآن، سورۃ الضحیٰ:9

4۔ اخلاقی تربیت :

اخلاقیات کسی بھی معاشرے کی روح ہوتے ہیں، اور اسلام میں حسنِ اخلاق کو دین کا مرکزی ستون قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :إن منْ خيارِكم أحسنكم أخلاقا [31]

ترجمہ: تم میں سب سے بہترین وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔

مساجد، مدارس، اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں اخلاقی تربیت کو لازمی جزو بنایا جائے، اور اساتذہ، ائمہ اور والدین کو اس فریضے کی ادائیگی کے لیے تیار کیا جائے۔ علاوہ ازیں، اخلاقی کردار کی تشکیل کے لیے سماجی اداروں میں ورکشاپس اور تربیتی سیشنز کا انعقاد کیا جائے تاکہ معاشرتی سطح پر اخلاقی تنزلی کے بجائے ایک صحت مند ماحول قائم کیا جا سکے۔

نتائج و سفارشات

مطالعے اور بحث کے نتیجے میں درج ذیل اہم نکات سامنے آتے ہیں:

1۔ اسلامی سماجی نظام کی عصری تعبیر:

اسلامی تعلیمات ابدی ہیں، لیکن انہیں جدید تناظر میں مدلل، محقق اور قابلِ فہم انداز میں پیش کرنا ضروری ہے تاکہ نوجوان نسل اور غیر مسلم دنیا میں اس نظام کی افادیت اجاگر ہو سکے۔ اس کے لیے اسلامی اسکالرز اور مفکرین کو جدید تحقیق اور فکری محاذوں پر کام کرنا ہوگا تاکہ اسلام کی تعلیمات کو اس وقت کی ضروریات کے مطابق پیش کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ، ہمیں اپنے سماجی نظام کی اہمیت کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے کے لیے ایک مضبوط تحقیقاتی بنیاد اور فکری مباحثے کی ضرورت ہے تاکہ اسلام کے جامع سماجی نظام کو سائنسی اور عقلی دلائل کے ساتھ پیش کیا جا سکے۔

2۔ تعلیمی اصلاحات کا نفاذ:

تمام تعلیمی اداروں میں سیرتِ النبی ﷺ کو بطور مستقل مضمون شامل کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، نصاب میں ایسے مضامین بھی شامل کیے جائیں جو اسلامی معاشرتی اقدار مثلاً حیا، عفت، والدین کی خدمت، صلہ رحمی اور عدل و انصاف کی تعلیم دیں۔ یہ اقدام نئی نسل کو اسلامی تعلیمات کی معنویت اور ان کے عملی اطلاق سے روشناس کرائے گا، جس سے وہ اپنی زندگی میں ان اصولوں کو اختیار کرنے کی طرف مائل ہوں گے۔

مزید برآں، مدارس، کالجوں اور جامعات میں اخلاقی تربیت کے فروغ کے لیے معیاری پروگرامز کا انعقاد ضروری ہے، تاکہ طلبہ محض علمی لحاظ سے ہی نہیں بلکہ کردار و اخلاق کے اعتبار سے بھی پختہ ہوں۔ اس کے لیے ایک ایسی تعلیمی فضا تشکیل دینا ناگزیر ہے جو محض دنیاوی علوم تک محدود نہ ہو بلکہ دین و اخلاق کی روشنی میں انسانیت کی خدمت کے اصولوں کو فروغ دے۔

نصاب کی تیاری میں قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ عصرِ حاضر کے تعلیمی تقاضوں کو بھی مدنظر رکھا جائے، تاکہ آئندہ نسلیں علم و دانش سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مضبوط دینی و اخلاقی بنیاد کی حامل بن سکیں۔

3۔ میڈیا کا مثبت کردار:

الیکٹرانک، سوشل اور پرنٹ میڈیا کو اسلامی اقدار کی ترویج کے لیے استعمال کیا جائے۔ ڈرامہ، فلم، ڈاکومنٹری اور سوشل میڈیا کیمپینز کے ذریعے عوام الناس کو اسلامی معاشرت کے حسین پہلوؤں سے روشناس کرایا جائے۔ میڈیا کا مثبت استعمال اسلامی ثقافت، اخلاقیات اور معاشرتی نظام کی تفہیم کو بڑھانے کے لیے اہم ہے۔ خاص طور پر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر اسلامی تعلیمات، سیرت النبی ﷺ اور اسلامی معاشرتی اقدار کی ترویج کی مہم چلائی جائے تاکہ نوجوان نسل کو مثبت اور مفید مواد تک رسائی حاصل ہو۔

4۔ خواتین اور نوجوانوں کی تربیت:

اسلامی معاشرتی اقدار کو محفوظ رکھنے کے لیے خواتین اور نوجوانوں کے لیے خصوصی تربیتی پروگرامز، ورکشاپس اور کیمپس ترتیب دیے جائیں تاکہ وہ مغربی ثقافتی یلغار سے متاثر ہوئے بغیر ایک باوقار اسلامی معاشرت تشکیل دے سکیں۔ ان پروگرامز کا مقصد خواتین اور نوجوانوں کو اسلامی معاشرتی اقدار کے بارے میں آگاہی دینا اور انہیں زندگی کے مختلف پہلوؤں میں اسلامی اصولوں کے مطابق فیصلے کرنے کی تربیت دینا ہوگا۔ اس میں خاص طور پر خواتین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا ضروری ہوگا تاکہ وہ اسلامی اصولوں کی بنیاد پر اپنی زندگی کے فیصلے کر سکیں۔

---

[31] ایضاً، الجامع الصحیح للبخاري ، کتاب المناقب، حدیث:3559

5۔ریاستی سطح پر قانون سازی:

ریاست ایسے قوانین مرتب کرے جو اسلامی خاندانی نظام، خواتین کے حقوق، یتیموں کی کفالت اور اخلاقی تربیت کو یقینی بنائیں۔ اور ان قوانین پر سختی سے عمل درآمد کروایا جائے۔ ریاست کو اپنے معاشرتی نظام میں اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر ایک مضبوط قانونی ڈھانچہ قائم کرنا ہوگا تاکہ اسلامی اقدار کو تحفظ فراہم کیا جاسکے۔ ان قوانین کی موجودگی معاشرتی انصاف اور اخلاقی ترقی کو فروغ دے گی، اور ایک مضبوط، متوازن اور فلاحی ریاست کے قیام میں مددگار ثابت ہوگی۔

خاتمہ

اسلام ایک ایسا جامع دین ہے جو انسان کی انفرادی، خاندانی اور اجتماعی زندگی کو منظم کرتا ہے۔ سیرت النبی ﷺ اسلامی سماجی نظام کی عملی تفسیر ہے جو جہالت، ظلم، استحصال، طبقاتی تفریق اور اخلاقی انحطاط کے مقابلے میں عدل، برابری، حیا، عفت اور انسانی ہمدردی کو فروغ دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا مقصد انسانوں کو روحانیت، اخلاقیات، اور فلاحی معاشرتی اقدار کی طرف رہنمائی فراہم کرنا ہے، تاکہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر انسانیت کو فائدہ پہنچے اور معاشرے میں سکون، محبت اور تعاون کا ماحول قائم ہو۔

عصر حاضر میں جب مغربی تہذیب کے منفی اثرات مسلم معاشروں کو درہم برہم کر رہے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہی وہ مضبوط قلعہ ہیں جو ہمیں محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ مغربی ثقافت کا اثر نہ صرف ہمارے سماجی ڈھانچے پر پڑ رہا ہے بلکہ اس سے ہمارے خاندانی نظام، مذہبی اقدار اور اخلاقی رویوں میں بھی تبدیلی آ رہی ہے۔ ان حالات میں، ہمیں اپنے سماجی نظام میں اسلامی تعلیمات کی حقیقی روح کو دوبارہ زندہ کرنا ہوگا تاکہ ہم ان ثقافتی اثرات کا مقابلہ کر سکیں اور اسلامی معاشرت کے اصولوں کو مضبوطی سے قائم رکھ سکیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم صرف نظریاتی سطح پر نہیں بلکہ عملی سطح پر بھی اسلامی تعلیمات کو اپنائیں، انہیں معاشرتی ڈھانچے کا حصہ بنائیں، اور اپنی آئندہ نسلوں تک منتقل کریں تاکہ ایک صالح، پُرامن اور متوازن اسلامی معاشرہ تشکیل پا سکے۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ ہم تعلیمی، معاشرتی، اور قانونی سطح پر اسلامی اقدار کو فروغ دیں اور مغربی اثرات کو اسلامی معاشرتی نظام سے ہم آہنگ کریں تاکہ ہم ایک مضبوط اور محفوظ اسلامی معاشرہ تشکیل دے سکیں جو دنیا و آخرت میں کامیاب ہو۔

یہ اقدامات اس بات کی ضمانت ہیں کہ اسلامی سماجی نظام، جو فطرت سے ہم آہنگ اور انسانیت کے لیے بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے، نہ صرف موجودہ دور میں بلکہ مستقبل میں بھی اپنے اثرات برقرار رکھ سکے گا۔

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم۔
2. البخاري، محمد بن إسماعيل . الجامع الصحيح (صحيح البخاري) . بيروت: دار ابن كثير، بدون تاریخ۔
3. ابن ماجه، محمد بن يزيد . سنن ابن ماجه . بيروت: دار الفكر، بدون تاریخ۔
4. أحمد بن حنبل . مسند الإمام أحمد بن حنبل . قاهرة: دار الحديث، طبع: مكتبة الرسالة، 2001۔
5. ابن هشام، عبد الملك . السيرة النبوية . بيروت: دار المعرفة، بدون تاریخ۔
6. التبريزي، محمد بن عبد الله الخطيب . مشكاة المصابيح . تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني. بيروت: المكتب الإسلامي، 1979۔
7. البيهقي، أحمد بن الحسين . شعب الإيمان . بيروت: دار الكتب العلمية، 1990۔
8. الترمذي، محمد بن عيسى . الجامع الصحيح (سنن الترمذي) . بيروت: دار الغرب الإسلامي، 1998۔